رسائل و مسائل

فرضیتِ علم اور اعمال کی جزا و سزا

مُسرت کی بات ہے کہ ہم ایک ایسا سوال وجواب شائع کر رہے ہیں، جس کے مجیب ہمارے دیرینہ تحریکی رفیق، فاضل دانشور اور میرے ذاتی دوست مولانا صدرالدین اصلاحی (انڈیا) ہیں۔

محترم مولانا نعیم صدیقی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ ترجمان القرآن مطالعہ میں رہتا ہے۔ آپ کے ذریعہ مولانا مودودیؒ کی یاد تازہ ہے۔ یہاں مطالعۂ قرآن کے موقع پر کچھ سوالات زیرِ بحث آئے تھے۔ ان کی عمومیت نے مجھے مجبور کیا کہ اس سلسلے میں اہلِ علم سے استفادہ کیا جائے، چنانچہ مولانا صدرالدین اصلاحی صاحب کو زحمت دی۔ اُنہوں نے ازراہِ عنایت اس کا جواب ارسال فرمایا ہے۔ وہ خط بھی بعینہٖ آپ کو روانہ کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اپنے دیرینہ رفیق کی صحت وغیرہ سے متعلق معلومات ہو جائیں۔ اگر افادہ عام کے لیے مناسب خیال کریں تو اس جواب کو سوالات کے ساتھ شائع فرما دیں۔

سوالات یہ تھے:

سوالات:۔ نمبر ۱۔ مشہور حدیث "طلب العلم فریضۃ علی کل مُسلم" کے سلسلے میں بعض علماء دُنیاوی علوم کو بھی شامل کرتے ہیں۔ یہ بات کس حد تک صحیح ہے؟ حدیث سے تو علمِ دین کی فرضیت کا مفہوم نکلتا ہے۔ اگر اس کے علاوہ طبعی علوم کو بھی فرض قرار دیا

جائے تو پھر شرعی کی نوعیت کیا ہو سکتی ہے؟

سوال نمبر۲:- جنت کے لالچ اور دوزخ کے خوف سے عبادت نہیں کرنی چاہیے مستشرقین نے یہ الزام لگایا ہے کہ قرآن نے لالچ دے کر صحابہ کرام کو اُبھارا تھا۔ کیا جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کے لیے دعوت دینا غلط ہوگا، جب کہ قرآن بالصراحت اس انداز سے دعوت دیتا ہے۔

گو مولانا محترم کے جوابات مختصر ہیں، مگر واضح ہیں، اگر آپ بھی اس پہ اظہار خیال کی ضرورت محسوس کرتے ہوں تو مزید روشنی ڈالیے کیونکہ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ اس طرح کے سوالات سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ باقی حالات لائقِ تشکر، تمام احباب و رفقاء کو سلام۔ (ابوالکرم۔ دوحا، قطر)

جواب :- پھولپور، اعظم گڑھ- ۲۳ دسمبر

برادر عزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، - دُعا ہے کہ آپ مع احباب بخیر و عافیت ہوں۔

ہفتہ عشرہ قبل آپ کا خط ملا- خیریت معلوم کرکے خوشی ہوتی ہے۔

میری صحت عُمر کے ساتھ ساتھ، برابر ضعف و اضمحلال کی زیادتی سے دوچار ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ تقریباً دو سال سے مطالعہ اور سنجیدہ علمی تحریری خدمت سے بھی کنارہ کشی سی اختیار کرلی ہے۔ اور اب کسی دُور کے مقام، مثلاً دہلی وغیرہ کے سفر کی بھی ہمت باقی نہیں رہ گئی ہے۔ ادھر تو کوئی دوماہ سے رہ رہ کر وقتی بیماری کا بھی شکار رہا ہوں۔ اب جاکر طبیعت قدرے سنبھلی ہے۔

علالت اور ضعف و اضمحلال کے ساتھ ساتھ ذہن بھی بعض خانگی مسائل کی اُلجھنوں سے کچھ پریشان پریشان سا رہتا ہے- اس لیے بھی کچھ لکھنے پڑھنے کی طرف میلان نہیں ہو پاتا۔

آپ نے حدیث " طلب العلم فریضۃ " کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے۔ بات بہت واضح ہے "العلم" قرآن اور حدیث کی ایک اصطلاح ہے، اور جب کتاب یا سنّت میں اس اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد مروّجہ علم و سائنس نہیں، بلکہ علمِ دین اور معرفتِ حق ہی ہوا کرتی ہے، البتہ یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ وہ علوم بھی، جنھیں دُنیوی علوم کہا جاتا ہے، مسلمان کے لیے غیر مطلوب

نہیں ہیں، بلکہ مصالحِ دین و ملت کا تقاضا اگر ہو تو اُن کی تحصیل ضروری ہو جاتی ہے، جیسا کہ اس دور میں فی الواقع ہو چکی ہے۔ پھر علومِ طبعی کے حصول کا ایک پہلو اور بھی بڑا اہم ہے، اگر ان علوم کے نتیجے میں حق کی معرفت بھی حاصل ہو تو دُنیوی، ہونے کے باوجود ان کی اہمیت اور افادیت اور حیثیت دینی بن جاتی ہے۔ قرآن مجید میں زمین و آسمان اور دیگر مخلوقات پر غور و فکر کرنے کی جو ترغیب اور تلقین پائی جاتی ہے، اُس کی غرض و غایتِ اصلی یہی معرفتِ حق ہے۔ تمدنی، اقتصادی اور علمی و فکری فوائد بالکل ضمنی حیثیت رکھتے ہیں۔

دوسرا سوال جنت و دوزخ کو سامنے رکھ کر عبادت کرنے سے متعلق ہے۔ ہمارے صوفیا ایسا ہی فرماتے ہیں کہ جنت کے لالچ یا دوزخ کے خوف سے خدا کی عبادت نہیں کرنی چاہیے، مگر قرآن اور سنت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جس کو اللہ کی عبادت کرنی ہو اور اس کا عبد بن کر رہنا ہو اُسے اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی حدیث ہی کی بات ماننی چاہیے۔ جواب دہی اللہ رب العالمین کے سامنے کرنی ہے، صوفیا، یا مستشرقین کے سامنے نہیں۔

ایک صاحب کے خط سے ہفتہ عشرہ قبل یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ مولانا حامد علی صاحب گھٹنوں کے شدید درد میں مبتلا رہے ہیں، البتہ اب افاقہ ہے اور چھڑی کے سہارے چل لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ شفا دے۔

والسلام

صدرالدین اصلاحی